حضرت

نعمت اللہ ولی

★

اور آن کا

اصلی قصیدہ

☆ ☆ ☆ ☆

مولفہ

قمر اسلام پوری

قیمت : 1.20

حضرت

نعمت اللہ ولی رحمۃ اللہ علیہ

اور اُن کا

اصلی قصیدہ

حضرت نعمت اللہ ولی رحمۃ اللہ علیہ

اور اُن کا

اصلی قصیدہ

مؤلفہ

قمر اسلام پوری

جملہ حقوق محفوظ

بارِ اوّل ——— ۱۹۷۲ء

ناشر ——— محمد حفیظ شامی
مکتبۂ پاکستان لاہور

کتابت ——— غلام مصطفےٰ علوی

طابع ——— مکتبۂ جدید پریس

تمہید

اس میں کوئی شک نہیں کہ حضرت نعمت اللہ ولیؒ سے منسوب کرکے جو جعلی قصائد، پاکستانیوں کو خوش فہمی میں مبتلا رکھنے کے لئے شائع کئے جا رہے ہیں۔ ان کے مناسب ردّ کی سخت ضرورت ہے۔ ہمارے خیال میں موجودہ کتاب کے مؤلف نے اتنا ضرور ثابت کر دیا ہے کہ حضرت نعمت اللہ کے نام سے جو قصائد آج کل مشہور ہیں وہ سراسر وضعی ہیں۔ البتہ یہی بات اس قصیدے کے بارے میں بھی غالباً کہی جا سکتی ہے جسے انہوں نے اصل اور صحیح قصیدہ قرار دے دیا ہے۔ بہرحال، اس کتاب کی اشاعت سے جہاں بہت سی غلط فہمیوں کے رفع ہونے کا امکان ہے وہاں اس مسئلے پر مزید تحقیق کی راہیں بھی کھلیں گی۔

(ناشر)

حضرت نعمت اللہ ولیؒ اور اُن کا اصلی قصیدہ

نواحِ دہلی میں قریبًا آٹھ سو سال قبل نعمت اللہ ولیؒ کے نام سے ایک نہایت باکمال اور صاحب کشف و کرامات بزرگ گزرے ہیں۔ آپ کے بلندپایہ رُوحانی کمالات کی لافانی یادگار ظہورِ امام مہدی سے متعلق ایک مشہور قصیدہ ہے جو صدیوں سے زبان زد خلائق چلا آتا ہے اور قریبًا سوا سو سال سے شائع شدہ ہے۔

یہ قصیدہ اس برِّصغیر میں سب سے پہلے حضرت سیّد احمدؒ بریلوی (مجدّد صدی سیزدہم) کے مُریدِ خاص حضرت شاہ اسماعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب "اَلْاَرْبَعِیْن فِیْ اَحْوَالِ الْمَھْدِیِّیْن" میں شائع ہُوا جو مصری گنج کلکتہ سے ۲۵ محرم الحرام ۱۲۶۸ھ مطابق ۲۱ نومبر ۱۸۵۱ء کو طبع ہوئی تھی۔ اس قصیدہ کے پچپن (۵۵) اشعار ہیں۔ یہ مکمل تاریخی قصیدہ مع ترجمہ اس رسالہ کے آخر میں شاملِ اشاعت ہے۔

قصیدہ کے الہامی ہونے پر ناقابل تردید آسمانی شہادت

متعدد اندرونی اور خارجی شواہد اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ حضرت نعمت اللہ ولیؒ کا یہ قصیدہ ایک الہامی قصیدہ ہے۔ کیونکہ اس میں ظہور مہدیؑ کے لئے جو زمانہ بتایا گیا ہے وہ حدیث نبویؐ اور صلحائے امت کی پیش گوئیوں کے بالکل مطابق ہے جیسا کہ حدیث میں ہے ۔۔۔ اَلْاٰیَاتُ بَعْدَ الْمِائَتَیْنِ " (مشکوٰۃ باب اشراط الساعۃ) مشہور حنفی عالم و محدث حضرت ملا علی قاریؒ فرماتے ہیں :۔ " وَیَحْتَمِلُ اَنْ تَکُوْنَ اللَّامُ بَعْدَ الْمِائَتَیْنِ بَعْدَ الْاَلْفِ وَھُوَ وَقْتُ ظُھُوْرِ الْمَھْدِیِّ " (مرقاۃ شرح مشکوٰۃ برحاشیہ مشکوٰۃ صا۴۷۱ مطبوعہ اصح المطابع دہلی) یعنی اَلْمِائَتَیْنِ کے لفظ میں جو الف لام ہے اس کو مدنظر رکھتے ہوئے اس کے معنے یہ ہو سکتے ہیں کہ ایک ہزار برس کے بعد دو سو سال گزرنے پر نشانات (مہدیؑ) کا ظہور ہو گا اور یہی وقت مہدیؑ کے ظاہر ہونے کا ہے۔

امام الہند حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ " تفہیمات الٰہیہ " جلد دوم صـ۱۳۳ پر تحریر فرماتے ہیں :۔

" عَلَّمَنِیْ رَبِّیْ جَلَّ جَلَالُہٗ اَنَّ الْقِیٰمَۃَ قَدِ اقْتَرَبَتْ وَالْمَھْدِیَّ تَھَیَّأَ لِلْخُرُوْجِ "۔
یعنی میرے رب جل جلالہ، نے مجھے سکھایا ہے کہ قیامت قریب ہے اور مہدیؑ کا خروج ہونے کو ہے۔

۱۲۶۸ھ

حضرت شاہ صاحبؒ نے ظہور مہدیؑ کی تاریخ لفظ "چراغ دین" سے نکالی اور حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی نے اپنی کتاب "سیف مسلول" میں فرمایا کہ امام مہدیؑ کا ظہور علماء ظاہر و باطن کے اندازہ اور خیال کے مطابق تیرہویں صدی کی ابتدا ہے۔ (حج الکرامہ صہ ۳۹۴، مؤلفہ مولانا نواب صدیق حسن خان قنوجی مرحوم)

علاوہ ازیں "اَرْبَعِین فِی اَحْوَالِ الْمَھْدِیِّیْن" کے آخر میں حضرت شاہ عبدالعزیزؒ کی نسبت صاف لکھا ہے کہ آپ کے نزدیک "بعد بارہ سو ہجری کے حضرت مہدیؑ کا انتظار چاہیئے اور شروع میں صدی کے حضرت کی پیدائش ہے۔ فقط" (صہ ۴۴)

قصیدہ سے بعض اور آسمانی نوشتوں کی وضاحت

خاتم الانبیاء حضرت محمد مصطفےٰؐ احمد مجتبےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی مشہور پیش گوئی ہے کہ "فَیَتَزَوَّجُ وَیُوْلَدُ لَہٗ" (مشکوٰۃ) یعنی عیسیٰ بن مریمؑ نکاح کرے گا اور اس کی اولاد ہوگی۔ مندرجہ بالا قصیدہ میں اس آسمانی نوشتہ کی مزید وضاحت ملتی ہے کیونکہ اس میں مسیح کے ایک یادگار فرزند کی خبر دی گئی ہے جس کا نام جناب الٰہی سے شام کے مشہور ولی اور عارف حضرت یحییٰ بن عقب رحمۃ اللہ علیہ نے محمود بتایا ہے (شمس المعارف الکبریٰ حصہ اول مصری صفحہ ۴۲)

پھر اس قصیدہ میں آخری زمانہ کے امام برحق کو "مہدی وقت" اور

عیسٰی دوراں" قرار دیا گیا ہے۔ یہ امر بھی حدیث نبوی ؐ سے زبردست تطابق رکھتا ہے۔ چنانچہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فیصلہ کن فرمان مبارک ہے کہ "لَا الْمَهْدِيُّ إِلَّا عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ" (ابن ماجہ جلد نمبر ۲ مصری) یعنی مہدی موعود عیسٰی بن مریم کے سوا کوئی نہیں۔ نیز ارشاد فرمایا۔ "يُوشِكُ مَنْ عَاشَ مِنْكُمْ أَنْ يَلْقَى عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ إِمَامًا مَهْدِيًّا" (مسند احمد بن حنبلؒ جلد نمبر ۲ صفحہ ۴۱۱ مصری) یعنی قریب ہے کہ تم میں سے جو زندہ رہے گا وہ عیسٰی ابن مریمؑ سے ملاقات کرے گا۔ درآنحالیکہ وہ امام مہدی بھی ہوگا۔

قصیدہ کے مِنْ جَانِبِ اللہ ہونے پر ایک زندہ برہان یہ بھی ہے کہ اس میں چاند سورج گرہن کے اُس آفاقی نشان کی طرف بھی اشارہ موجود ہے جو ظہور مسیحؑ اور مہدیؑ کے ساتھ ازل سے وابستہ ہے۔

(ملاحظہ ہو روایت کے لئے دار قطنی جلد نمبر ۱ صفحہ نمبر ۱۸۸۔ بروایت حضرت امام باقر علیہ السلام)

اُلاربعین فی احوال المہدیین" میں قصیدہ اور صاحب قصیدہ کا تعارف

کتاب "الاربعین فی احوال المہدیین" میں اس قصیدہ کے اندراج کے بعد لکھا ہے۔

"نعمت اللہ ولی کہ مردِ صاحب باطن و از اولیاء کامل در ہندوستان مشہور اند و وطن اوشاں در اطراف دہلی است زمانہ شاں پانصد و شصت (۵۶۰)

ہجری از دیوان او شاں معلوم مے شود و دراں ایں ابیات در ہندوستان مشہور و معروف است چوں دراں ابیات احوال مہدی مذکور است آں ابیات را بزیور طبع آراستہ شد المرقوم ۲۵ محرم الحرام ۱۲۶۸ھ" یعنی حضرت نعمت اللہ ولی صاحب باطن اور اولیائے کامل میں سے ہیں جو ہندوستان میں بہت مشہور و معروف شخصیت ہیں۔ آپ کا وطن دہلی کے اطراف میں ہے۔ آپ کے دیوان سے آپ کا زمانہ ۵۶۰ھ معلوم ہوتا ہے۔ اس دیوان میں سے ان اشعار کی ہندوستان میں بہت شہرت ہے۔ چونکہ ان اشعار میں امام مہدیؑ کے احوال مذکور ہیں۔ اس لئے ان کو زیور طبع سے آراستہ کیا گیا ہے۔ المرقوم ۲۵ محرم الحرام ۱۲۶۸ھ۔

حضرت شاہ نعمت اللہ کرمانیؒ کی طرف غلط نسبت

حضرت نعمت اللہ ولیؒ اور آپ کا مندرجہ بالا تاریخی قصیدہ دونوں بہت مظلوم ہیں۔ وجہ یہ کہ آپ کا یہ قصیدہ انیسویں صدی عیسوی کے آخر میں کسی غلط فہمی یا مصلحت کی بنا پر کچھ ردّ و بدل کے ساتھ عمداً یا سہواً آپ کے ہم نام ایک دوسرے بزرگ شاہ نعمت اللہ کرمانیؒ کی طرف منسوب کر دیا گیا جو آپ سے قریباً دو سو سال بعد ایران میں پیدا ہوئے اور بہمنی سلطنت کے دوران جنوبی ہند میں بھی تشریف لائے اور جو دکنی بادشاہ احمد شاہ بہمنی کے ہمعصر اور صوفی مرتاض اور شاعر بے بدل تھے اور جن کا مزار کرمان کے متصل ماہان مقام پر ہے اور مرجع خلائق ہے۔ حضرت شاہ نعمت اللہ کرمانیؒ کا شجرۂ نسب سولہ واسطوں کے

ساتھ غوث الاعظم حضرت سید عبد القادر جیلانیؒ تک پہنچتا ہے۔ "تاریخ فرشتہ" میں جو ہندوستان کی قدیم اسلامی تاریخ کا ایک مستند ماخذ ہے۔ حضرت کے حالات کا تذکرہ ملتا ہے اور ان کا سالِ وفات ۱۴۳۱ء ۸۳۴ھ لکھا ہے (جلد ۲ مقالہ سوم روضہ اول صفحہ ۳۲۹ مطبوعہ کانپور نومبر ۱۸۸۴ء) جناب مفتی غلام سرور مورخ لاہور نے "خزینۃ الاصفیاء" صفحہ ۱۱۵ مطبوعہ ۱۲۹۰ھ ۱۸۷۳ء) میں اور علامہ شبلی نعمانی مرحوم نے شعر العجم حصہ پنجم میں ان کی یہی تاریخ وصال لکھی ہے اور کسی نے مندرجہ بالا قصیدہ ان کی طرف منسوب نہیں کیا۔

۹ اگست ۱۸۸۸ء کا واقعہ ہے کہ فارسی ادب کے مشہور فاضل و محقق پروفیسر ای۔ جی۔ براؤن (EDWARD G. BROWN) شاہ نعمت اللہ کرمانیؒ کے مقبرہ کی زیارت کے لئے ماہان پہنچے جہاں انہیں مزار کے کسی مجاور سے مندرجہ بالا قصیدہ کی نقل حاصل ہوئی جس میں اصل قصیدہ کے خلاف بعض اشعار کی ترتیب اور الفاظ میں ردّ و بدل تھا۔ مثلاً "غین رے سال" کی بجائے "عین و را دال" اور "ا۔ ح۔ م۔ د" کی بجائے "میم حا میم دال" لکھا تھا۔

ایک عرصہ بعد پروفیسر براؤن نے ۱۹۲۰ء میں اپنی کتاب "تاریخ ادبیاتِ ایران" (A LITERARY HISTORY OF PERSIA) میں یہ قصیدہ شاہ نعمت اللہ کرمانیؒ کے حالات میں درج کر دیا جس سے ہر جگہ یہ غلط فہمی پھیل گئی کہ مذکورہ قصیدہ شاہ نعمت اللہ کرمانیؒ کا ہے۔ حالانکہ

پروفیسر براؤن نے نہایت دیانت داری سے یہ اعتراف[1] بھی کیا تھا کہ ان کے پاس شاہ نعمت اللہ کرمانیؒ کے مکمل دیوان کا ایک نسخہ موجود ہے، جو ۱۲۷۶ھ (مطابق ۱۸۶۰ء) کا ہے اور طہران سے چھپا ہے۔ جس میں یہ قصیدہ بالکل مفقود ہے۔ اُن کے الفاظ یہ ہیں۔ "THE POEM IS NOT TO BE FOUND AT ALL IN THE LITHOGRAPHED EDITION"

یعنی اس نظم کا لیتھو ایڈیشن میں قطعاً کوئی وجود ہی نہیں ہے۔

اصلی قصیدہ میں ردّوبدل کا پس منظر

پروفیسر براؤن "تاریخ ادبیات ایران" (LITRARY HISTORY OF PERSIA) حصہ سوم صفحہ ۴۶۵ پر لکھتے ہیں کہ جب میں کرمان میں تھا تو بابی فرقہ کے لوگ مجھے بتایا کرتے تھے کہ محمد علی باب کے ظہور کی تاریخ ۱۲۶۰ھ مطابق ۱۸۴۴ء بطور پیش گوئی اسی "رمے بینم" کے قصیدہ میں بتائی گئی ہے۔ یہ بات بڑی معنی خیز ہے جس سے یہ کھوج لگنے اور یہ معمّہ حل کرنے میں بھاری مدد مل سکتی ہے کہ نعمت اللہ ولیؒ کا قصیدہ شاہ نعمت اللہ کرمانیؒ کی طرف منسوب کرنے کی سازش کس نے کی اور کیوں قصیدہ میں "احمد" کی بجائے "محمد" کا لفظ لکھ دیا گیا؟ اور اس میں مندرج ۱۲۰۰ کے اعداد کو ۱۲۶۰ کس لئے ظاہر کیا جانے لگا؟

---

[1] :- کتاب مذکور جلد نمبر ۳، صفحہ ۴۶۸، طبع سوم زیر حالات نعمت اللہ کرمانیؒ

اور اصل مصرعہ کے الفاظ کو "غ۔ر۔س چوں گزشت از سال" میں بدلنے کا پس پردہ مطلب کیا تھا؟

نعمت اللہ ولیؒ کے نام پر ایک جدید قصیدہ کی تصنیف

حضرت نعمت اللہ ولیؒ کے اس شہرۂ آفاق الہامی قصیدہ کی ہندوستان اور ایران ہر جگہ دھوم تھی۔ قصیدہ میں واضح پیش گوئی کی گئی تھی کہ ۱۲۰۰ھ کے بعد عجیب و غریب کام ظہور میں آئیں گے۔ چنانچہ یہ حقیقت ہے کہ واقعی ۱۲۰۰ھ (۸۷-۱۷۸۶ء) کے بعد برِ صغیر میں جلد جلد سیاسی، تمدنی اور اخلاقی تغیرات وقوع پذیر ہونے لگے انگلستان جس کے ہاتھ سے ۱۷۸۳ء میں امریکہ نکل چکا تھا نئے مقبوضات کی تلاش میں سرگرداں تھا اور اس نے جنوبی ہند کی پر شکوہ اسلامی ریاست میسور کے ہتھیانے کی کوششیں پہلے سے تیز تر کر دیں ۴ مئی ۱۷۹۹ء کو والی سلطنت سلطان المجاہدین حضرت ٹیپوؒ سرنگا پٹم میں انگریزوں کا جوانمردی سے مقابلہ کرتے شہید ہو گئے اس واقعہ ہائلہ سے پورے مسلم اقتدار کی بنیادیں ہل گئیں اور انگریزی اثر و نفوذ طوفان کی طرح بڑھنے لگا۔

اسی دوران میں حضرت سید احمد بریلویؒ کی تحریکِ جہاد بلند ہوئی جو مئی ۱۸۳۱ء میں آپ کی شہادت کیساتھ ختم ہو گئی لیکن بعض ہندوستانی مسلمانوں نے جو حضرت سید صاحبؒ سے غایت درجہ عقیدت رکھتے تھے۔ انکی غیبوبت اور آمد ثانی کی خبر بھی مشہور کر دی اور عوامی حوصلوں کو بلند کرنے اور زخم رسیدہ دلوں کی ڈھارس بندھانے کے لئے نعمت اللہ ولیؒ ہی کے نام پر ایک جدید قصیدہ بھی وضع کر لیا۔ اس قصیدہ کے کل ۳۵ اشعار تھے۔

قصیدہ کے چونتیسویں "۳۴" شعر میں یہ ظاہر کیا گیا تھا کہ یہ نظم ۵۷۰ھ میں کہی گئی ہے اور "سلطان مغرب" ۱۲۷۰ھ یعنی ۱۸۵۴ء تک ظاہر ہو جائے گا۔ چنانچہ "کلکتہ ریویو" ۱۸۷۰ء جلد ۵۱ صفحہ ۳۸۶ - ۳۸۷ میں جہاں اس اختراعی قصیدہ کا انگریزی ترجمہ لکھا ہے۔ شعر نمبر ۳۴ کا ترجمہ حسب ذیل الفاظ میں دیا گیا ہے۔

"IN (570) FIVE HUNDRED AND SEVENTY
THIS ODE IS COMPOSED
IN (1270) TWELVE HUNDRED AND SEVENTY
THE KING OF THE WEST WILL APPEAR."

اس نظم میں "سلطانِ مغرب" کی آمد کا جو سال متعین کیا گیا تھا وہ نہ صرف ظہور سلطان مغرب کے بغیر گزر گیا بلکہ تین سال بعد ۱۸۵۷ء میں مغلیہ حکومت کی بساط سیاست الٹ گئی اور جیسا کہ اصل قصیدہ میں خبر دی گئی تھی پہلے سکہ کی بجائے ملک میں نیا سکہ رائج ہو گیا۔

"کلکتہ ریویو" ۱۸۷۰ء میں مطبوعہ جعلی قصیدہ

ذیل میں "کلکتہ ریویو" ۱۸۷۰ء میں مطبوعہ قصیدہ کا انگریزی متن معہ ترجمہ درج کیا جاتا ہے۔

I tell the truth that there will be a King
By the name of Timur, and he will reign thirty years
Murdan Shah will be his successor;
He shall also reign thirty years in this world.
When he will leave this world,
Abu Sayyid will be the king of men and genii
After him. Omur Shah will be the next ruler.
He will have possession of the throne of Hindustan.
Baber Shah, the king of Cabul,
Will be the next ruler of Hindustan, and Delhi will be
his capital
He will be succeeded by Sekunder, who will leave the
throne to Ibrahim
At this time there will be great oppression in the world
Hoomayun will be raised to the throne.
In his reign the Afghan dynasty will rise.
The founder of this dynasty will invade Hindustan,
Whose name will be Shere Shah.
Hoomayun will fly and go to Iran to the descendants
of Muhammad,
There he will be respected very much.
The king of kings (i.e. the King of Iran) will be very
kind to him,
And will increase his dignity and honour.
When he will march towards Hindustan to reinstate
Homayun'

Shere Shah will die and his son will succeed him.
Hoomayun will easily get back the throne of Hindustan.
After him, Akbar Shah will be the next ruler.
His son Jehangeer will succeed him!
He will be a great protector of the world.
When he will leave this world,
Shah Jehan will reign thirty years or more than that:
His younger son will succeed him,
Who will reign more than thirty and less than forty years.
People will be very much oppressed during his reign,
And faith will disappear altogether,
Faith will be lost and falsehood will arise;
Friends will be enemies of each other.
He will reign twenty or thirty years,
His youngest son will succeed him.
During his reign faith will be strengthened;
The name of this King will be Moozan Shah.
People will be at rest in his reign,
And justice will be current in the land.
He will reign only a few years,
And his younger son will succeed him!
Under his protection there will be peace;
Miseries will be driven out and happiness will reign;
He will reign eleven years.
Then there will be another king;
Nadir will invade Hindustan;
His sword will cause the massacre of Delhi.
After this Ahmad Shah will invade,

And he will destroy the former dynasty.
After the death of this king,
The descendants of the former king will be reinstated.
The Sikhs will grow powerful at this time and commit all sorts of cruelties.
This will continue for forty years.
Then the Nazarenes will take the whole of Hindustan;
They will reign one hundred years.
There will be great oppression in this world in their reign,
For their destruction there will be a king in the West,
This king will proclaim a war against the Nazarenes,
And in the war a great many people will be killed.
The King of the West will be victorious by the force of the sword of Jihad.
And the followers of Christ will be defeated.
Islamism will prevail forty years.
Then a faithless tribe will come out of Ispahan,
To drive out these tyrants, Jesus will come down (from heaven) and the expected Mehdi will appear.
All these will occur at the end of the world.
In (570) five hundred and seventy this ode is composed.
In (1270) twelve hundred and seventy the King of the West will appear.
Neamutullah knew the mysteries of God.
His prophecies will be fulfilled to men.

ترجمہ

میں حق بات کہتا ہوں کہ تیمور نام کا ایک بادشاہ ہوگا جس کی حکمرانی تیس برس تک ہوگی۔

مردان شاہ اس کا جانشین بھی اس دنیا میں تیس برس تک ہی بادشاہی کرے گا۔ جب وہ اس جہاں سے رخصت ہوگا تو ابوسید جن وانس پر حکومت کرے گا اور پھر اس کے بعد عمر شاہ بادشاہ ہوگا۔ جو ہندوستان کے تخت و تاج کا مالک ہوگا۔ اس کے بعد بابر بادشاہ کابل ہندوستان کا فرمانروا ہوگا اور دہلی اسکا دارالسلطنت ہوگا سکندر اس کا وارث ہوگا اور وہ اپنے بعد ابراہیم کو اپنا تخت سپرد کرے گا اور یہ وہ زمانہ ہوگا جبکہ دنیا میں جور و استبداد کا دور دورہ ہوگا پھر ہمایوں تخت سنبھالے گا اور اس کے دور میں افغان خانوادہ کو عروج حاصل ہوگا جس کا بانی ہندوستان فتح کرے گا اس کا نام شیر شاہ ہوگا۔ ہمایوں بھاگ کر ایران پہنچے گا اور محمد کے جانشینوں کے پاس پناہ حاصل کرے گا اور یہاں اُسے عزت و تکریم نصیب ہوگی۔ شہنشاہ ایران اس پر مہربان ہوگا اور اس کی توقیر بڑھائے گا جب وہ ہندوستان پر ہمایوں کو بادشاہت دلانے کے لئے حملہ کرے گا تو شیر شاہ اس دنیا سے رخصت ہو چکا ہوگا اور اس کا بیٹا جانشین ہوگا اور پھر ہمایوں آسانی سے اپنا تاج و تخت دوبارہ حاصل کرے گا۔ اس کے بعد اکبر شاہ اس کا جانشین ہوگا اور جہانگیر بعد ازاں اس کا وارث ہوگا، جو دنیا میں امن کو فروغ بخشے گا۔ اس کی رخصت کے وقت شاہجہان تخت سنبھالے گا اور تیس برس یا زیادہ عرصہ تک بادشاہی کرے گا۔

اس کے بعد اس کا چھوٹا بیٹا اس کا جانشین ہوگا اور تیس یا چالیس سال کا عرصہ حکمرانی کرے گا۔

اس کے زمانہ میں لوگ بڑے ظلم وستم کا شکار ہوں گے۔ ایمان کا تو خاتمہ ہی ہوجائیگا دین برباد ہو جائے گا اور باطل کو عروج ہوگا۔

دوست، دوست کا دشمن ہوگا ۔ اس کا زمانہ حکومت بتیس(۲) اور تینتیس(۳) برس کے درمیان ہوگا۔ اس کے بعد اس کا سب سے چھوٹا بیٹا تاج و تخت سنبھالے گا جس کے زمانہ میں دین کو تمکنت ملے گی۔

اس کا نام موذن شاہ ہوگا۔

اس کے عہد میں لوگ چین کی نیند سویا کریں گے۔

ملک میں حق و انصاف کی حکمرانی ہوگی۔ مگر اس کا دور صرف چند برس کا ہوگا۔ اس کا چھوٹا بیٹا اس کا جانشین ہوگا۔ اس کے دور میں بھی امن و چین رہے گا۔ مصائب بھگا دیئے جائیں گے اور عمر شمالی حکمران ہوگی اور اس کا دورِ حکومت گیارہ برس تک رہے گا۔

پھر اس کے بعد ایک اور بادشاہ آئے گا ۔ نادر ہندوستان پر چڑھائی کرے گا۔ دلی میں قتل عام ہوگا۔ اس کے بعد احمد شاہ حملہ کرے گا اور پہلے خاندان کو نیست و نابود کر دے گا۔

اس بادشاہ کی موت کے بعد پہلے بادشاہوں کا خاندان پھر تاج و تخت حاصل کرے گا۔ اس وقت سکھوں کو قوت و شوکت حاصل ہوگی اور ہر قسم کے ظلم و ستم کا دور دورہ ہوگا اور یہ چالیس برس تک جاری رہے گا۔ پھر نصرانی

سارے ہندوستان پر قبضہ حاصل کر لیں گے اور سو برس تک حکومت کریں گے۔ ان کی حکومت میں دنیا پر بڑا ظلم ہو گا۔ ان کی تباہی کے لئے مغرب سے ایک بادشاہ آئے گا جو ان نصرانیوں کے خلاف اعلان جنگ کرے گا۔ جس میں بے شمار لوگ مارے جائیں گے اور مغرب کا یہ بادشاہ سیفِ جہاد کی قوت سے کامران ہو گا اور مسیح کے پیروکاروں کو شکست ہو گی اور اسلام چالیس برس کے لئے غالب آجائے گا۔ پھر اصفہان سے ایک بے دین قبیلہ خروج کرے گا۔ ان ظالموں کا قلع قمع کرنے کیلئے آسمان سے مسیح اتریں گے اور مہدی معہود ظاہر ہوں گے اور یہ دنیا کے آخر پر ظہور میں آئے گا اور میں نے یہ قصیدہ سال ۵۷۰ میں لکھا اور مغرب کا یہ بادشاہ ۱۲۷۰ھ میں خروج کرے گا۔ نعمت اللہ رموزِ الٰہی کا واقف کار تھا اور اس کی پیش گوئیاں انسانوں پر پوری ہوں گی۔

بیسویں صدی کے شروع میں "کلکتہ ریویو" کے جعلی قصیدہ کی بگڑی ہوئی شکل کا نمونہ

"کلکتہ ریویو" کے جعلی قصیدہ کی شکل مرورِ زمانہ کے ساتھ ساتھ بدلتی رہی۔ یہاں تک کہ بیسویں صدی کے آغاز میں اس نے جو صورت اختیار کر لی اس کا نمونہ ہمیں شمالی ہند کے بعض اخبارات سے ذیل صورت میں ملتا ہے۔

راست گویم بادشاہے در جہاں پیدا شود
نام تیمورے بود صاحب قرآن پیدا شود
بعد ازاں مرزا محمد وارثش گردد پدید
دائے صاحب قرآن اندر زماں پیدا شود
چوں کند عزم سفر او از فنا سوئے بقا
بعد ازاں اخواں شاہ انس و جان پیدا شود
بعد ازاں گردد عمر شاہنشۂ مالک رقاب
گردد آں ہم مدعیش ہم در آں پیدا شود
شاہ نادر بعد ازاں در ملک کابل بادشاہ
پس بدہلی دائے ہندوستان پیدا شود
از سکندر چوں رسد نوبت بابراہیم شاہ
ایں یقیں داں فتنۂ در ملک آں پیدا شود
باز نوبت با برہمایوں چو رسد از لایزال
ہم دراں افغاں یکے از آسماں پیدا شود
حادثہ رو آورد سوئے ہمایوں بادشاہ
آں کہ نامش شیر شاہ باشد ہماں پیدا شود
میرود در ملکِ ایران پیش اولادِ رسولؐ
تا کہ قدر و منزلت زاں قدرداں پیدا شود

شاہِ شاہاں مہربانیہا کند بر حالِ اُو
تا وقار و عزتش چوں خسرواں پیدا شود
تا زماں آنکہ او لشکر بیارد سوئے ہند
شیر شاہ فانی شود، یورش براں پیدا شود
پس ہمایوں میر سد در ہند و قابض مے شود
بعدازاں اکبر شہ کشور ستان پیدا شود
بعدازاں شاہ جہانگیر است گیتی راپناہ
وارث او در جہاں شاہ جہاں پیدا شود
چوں کند عزم سفر زیں جا سوئے دار البقاء
ثانی صاحب قران شاہ جہاں پیدا شود
بیشتر از قرن کمتر از چہل شاہی کند
تاکہ یورش خورد پیش آں کلان پیدا شود
رخنہا گردد بعالم، ملک اُو گردد خراب
از عجائبہا چہ گرداب جہاں پیدا شود
در تحیر خلق افتد چوں جہاں گردد چنین
مہترے از آسمان آتش فشاں پیدا شود
راستی کمتر شود کبر و دغل گردد فزوں
دوست مے دشمن مے شود شک اندساں پیدا شود

ہم چناں دو عشر یا سہ بادشاہی او کند
تا ز فرزنداں کوچک بعد ازاں پیدا شود
او برادر بر کند از حکم خود اندر جہاں
والیٔ از خلق عالم سرفشاں پیدا شود
اندر ایں آید قضا از آسمان گردد پدید
وآنکہ نام او معظم بے گماں پیدا شود
خلق را فی الجملہ اندر دور رو گردد سکوں
مرہمے بر زخم ہائے مردماں پیدا شود
ایں چنیں تا چند سال او بادشاہی را کند
عاقبت از گوشکے ابدالیان پیدا شود
از طفیل مقدمش در دور گردد اعتدال
غم بدر گردد ز عالم خوش جہاں پیدا شود
ہم چنیں دہ عشریک سال او بود آخر فنا
آں پسر آید دریں شاہ زماں پیدا شود
نادر آید ہم ز ایران او ستاند ملکِ ہند
قتل دہلی پس بزور تیغ آں پیدا شود
چوں کند عزم سفر سوئے بقا ایں بادشاہ
رخنہ اندر خاندانش زیں میاں پیدا شود

بعد ازاں شاہ قوی زور است گیتی را پناہ
او بملک ہند آید حکم آں پیدا شود
قوم سکھاں جبر دشنیہا کند بر مسلمیں
تا چہل ایں دور بدعت اندر آں پیدا شود
بعد ازاں گرد نصاریٰ ملک ہندوستان بتمام
تا صدی حکمش میان ہندیان پیدا شود
از برائے دفع دجالے ہمی گویم شنو
علیہ السلام احمد مہدی آخر زماں پیدا شود
پانصد و ہفتاد ہجری تا ز من ایں گفتہ شد
یک ہزار و دوصد و ہفتاد آن پیدا شود

(بحوالہ ہفت روزہ "بدر" ۲ مارچ ۱۹۰۶ء ص)

نعمت اللہ ولی رح کے نام پر دوسرا جعلی قصیدہ

دوسری جنگ عظیم کے بعد جب اتحادیوں نے ظالمانہ طور پر ترکی حکومت کے حصے بخرے کر دیئے اور ہندوستان میں کانگریسی لیڈروں کی قیادت میں رفتہ رفتہ تحریک عدم موالات زور پکڑ گئی تو مسلمانان ہند کی ذہنی و قلبی تسکین کے لئے دوبارہ قصیدہ سازی ہی کا حربہ استعمال کیا گیا اور اس مرتبہ بھی اسے نعمت اللہ ولی رح کی طرف نسبت دی گئی۔ اصل قصیدہ میں تو امام موعود کا نام "احمد" بتایا گیا تھا مگر اس قصیدہ

بلیں اس کے برعکس یہ کہا گیا کہ آخری زمانہ میں "احمد" نامی دو شخص گمراہی پھیلائیں گے۔ چونکہ چودھویں صدی سے بھی کئی سال گزر چکے تھے اس لئے یہ خطرہ روز بروز بڑھ رہا تھا کہ لوگ کہیں کسی مدعی مہدویت و مسیحیت کی آواز پر لبیک نہ کہہ اٹھیں۔ اس "خطرہ" کا تدارک یوں کیا گیا کہ قصیدہ میں یہ بشارت دی گئی کہ حبیب اللہ والئ کابل، ہندوستان کے کفار پر فتح یاب ہوں گے۔ جس کے بعد آخر موسمِ حج میں مہدئ موعود کا ظہور ہوگا۔

اس مختصر سے تعارف کے بعد ذیل میں "تعلیماتِ جدیدہ پر ایک نظر" کے صفحہ نمبر ۷۶ سے پورا قصیدہ ہدیۂ قارئین کیا جاتا ہے۔

چوں آخری زمانہ آید بدیں زمانہ!
شہباز سدرہ بینی بر دستِ رائیگانہ
بینی تو عیسوی را بر تختِ بادشاہی
گیرند مومناں را با حیلہ و بہانہ
احکام دین و اسلام چوں شمع گشتہ خاموش
عالمِ جہول گردد جاہل شود علامہ!
در شہر کوہ کشلاک نوشند خمر بے باک
ہم بھنگ، چرس تریاق نوشند باغیانہ
فاسق کنند بزرگی بر قوم از سترگی
پس خانۂ بزرگی سازند بے نشانہ

در کوہ گلہ باناں در شہر ہا خراماں
باشند چو باد شاہاں سازند خوش مکانہ
آں عالمانِ عالم گردند ہم چو ظالم!
پس شستہ روئے خود را بر سر نہند عمامہ
زینت دہند خود را با شملہ و بجبّہ
گو سال ہائے سامر باشند درون جامہ
ہم بنگ ہائے رشوہ ہر قاضئے چو خشوہ
با غمزہ و کرشمہ گیرند بر علامہ
ہر مومن نزاری در چنگ قاضی آری
چوں سگ پئے شکاری قاضی کنند بہانہ
ہم مفتیان فتوے، فتوے دہند بے جا
از حکم شرع سازند بیروں بسے بہانہ
در مکتب و مدارس علم نجوم خوانند
ہم اعتقاد بے جا بنہند بے کرانہ
فسق و فجور در کو، رائج شود بہر سو
مادر بدختر خود سازد بسے بہانہ
در ہند، سندھ و مدراس اولاد گورگانی
شاہی کنند اما شاہی چو ظالمانہ

تا مدت سہ صد سال در ملک ہند و بنگال
کشمیر و شہر گوپال گیرند تا کرانہ !!
صد سال حکم ایشاں در ملک بلخ و توراں
آخر شود بیکساں در کہف غائبانہ
آں راجگان پنگی مخمور و مست بھنگی
در ملک شاہ فرنگی آئند غالبانہ
صد سال حکم ایشاں در ملک ہند مے داں
آرید اے عزیزاں ایں نکتۂ بیانہ
طاعون و قحط یکجا در ہند گشت پیدا
پس مومناں بمیرند ہر جا ازیں بہانہ
چوں مردے ز نسل ترکان رہزن شود سلطان
گوید دروغ دوستاں در ملک ہندیانہ
دو کس بنام احمد گمراہ کنند بے حد
سازند از دل خود تفسیر فی القرآنہ
اسلام و اہل اسلام گردد غریب میداں
در ملک بلخ و توراں در ہند و سندھیانہ
در شرق و غرب یکسر حاکم شوند کافر
چوں مے شود برابر ایں حرف ایں بیانہ

از پادشاهِ اسلام عبدالحمید ثانی
چوں کیقباد و کسریٰ مے باشد عادلانہ
بر او نصاریٰ ہر سو اغوا غلو نمایند
پس ملک او بگیرند با حیلہ و بہانہ
بر کوہِ قاف میداں باشد ز روس فرماں
خوارزم و حیرہ یکساں گیرند تاکرانہ !!!
جاپان و چین و ایران خرطوم ہم کہستاں
ہم ملک مصر و سوداں گیرند تاکرانہ
قتل عظیم سازند در دشت مرد میداں
بر قوم ترکماناں آئند غالبانہ
شاہ بخارا توراں تابع شود بدیشاں
تا آنچہ شعر خوانم گیرند تاکرانہ
نیپال و ملکِ تبت چترال ننگہ پربت
پس ملک ہائے گلگت گیرند باغیانہ
دو شہ چو شاہِ شطرنج بر یک بساط بینم
از بہرِ ملک و ہم گنج آیند مدعیانہ
سرحد جدا نمائند از جنگ باز آئند
صلح فریب سازند صلح منافقانہ

کافر چو مومناں را ترکیب دیں نمایند
از حج مانع آئند و ز خواندن قرآنہ
در عین بے قراری ہنگام اضطراری
رحمے کند چو باری بر حال مومنانہ
ناگاہ مومناں را شورے پدید گردد
با کافراں نمائند جنگے چو رستمانہ
گردد ز نو مسلمان غالب ز فیض رحماں
یعنی کہ قوم افغاں باشند شادمانہ
آخر حبیب اللہ صاحب قرآن من اللہ
گیرد ز نصر اللہ شمشیر از میانہ
رودِ اٹک دو سہ بار از خونِ ناپ کفار
تر مے شود بیکبار جریان جارحانہ
پنجاب و شہر لاہور ہم ڈیرہ جات بنوں
کشمیر ملک منصور گیرند غائبانہ
چوں مردمان اطراف ایں مژدۂ کہ شنوند
یک بار جمع آئند بر باب عالیانہ
قوم فرانس و ایراں برہم نمودہ اوّل
با انگلش و اطالی آئند جارحانہ

ایں غزوہ تا بہ شش سال باشد ہمہ بدنیا
خوں ریختہ بعتربان سلطان غازیانہ

حامد شود علمدار در ملک ہائے کفار!
فی النار گشتہ کفار از لطفِ آں یگانہ

اعراب نیز آئند از کوہ و دشت و ہاموں
سیلاب آتشینے از ہر طرف روانہ

آخر بموسم حج مہدی خروج سازند
آں شہرۂ خروجش مشہور در جہانہ

خاموش نعمت اللہ اسرار حق مکن فاش
در سال کُنتُ کنزاً باشد چنیں بیانہ

پہلے وضعی قصیدہ (مطبوعہ ۱۹۰۶ء) میں تبدیلی

مؤلف کتاب "تعلیماتِ جدیدہ پر ایک نظر" نے متذکرہ بالا جعلی قصیدہ درج کرنے کے علاوہ پہلا وضعی قصیدہ مطبوعہ ۱۹۰۶ء بھی کافی تصرف کے ساتھ درج کتاب کیا اور ساتھ ہی یہ تبدیلی کر ڈالی کہ جس شعر میں سلطان مغرب کے لئے ۱۲۷۰ ہجری کا سال درج تھا۔ اسے ۱۳۸۰ھ میں تبدیل کر کے یوں لکھ دیا:۔

پانصد و ہفتاد ہجری آں زمانے گفتہ شد
یک ہزار و سی صد و ہشتاد آں پیدا شود

تاہم انہوں نے یہ اعتراف فرمایا کہ:۔

"پچھلے ترکِ موالات کے دنوں میں دو قسم کے اور قصیدے بھی شائع ہوئے تھے۔ ایک کا قافیہ شود تھا اور دوسرے کا بیانہ وغیرہ اور اس میں مختلف التواریخ اور متباین المضامین تھے۔ اس لئے ایسے قصائد قابل اعتبار ہی نہیں ہیں۔" (صفحہ نمبر ۱۷۳)

کتاب "تعلیماتِ جدید پر ایک نظر" میں شائع شدہ پہلا جعلی قصیدہ!

اس کتاب میں یہ جعلی قصیدہ مندرجہ ذیل الفاظ میں شائع ہوا،

راست گویم بادشاہے در جہاں پیدا شود
نام آں تیمور شاہ صاحب قراں پیدا شود
بعد ازاں میراں شہے کشورستان گردد پدید
والئ صاحب قراں اندر زماں پیدا شود
چوں کند عزم سفر آں شاہ سوئے دارالبقا
بعد ازاں اجواں شاہ در انس وجاں پیدا شود
بعد ازاں گردد عمر شاہنشہے مالک رکاب
گردد آں شاہ مد عیش ہمدراں پیدا شود
شاہ بابر بعد زاں در ملک قلب بادشاہ
پس بدہلی دایۂ ہندوستاں پیدا شود

از سکندر چوں رسد نوبت بابراہیم شاہ
ایں یقیں داں فتنۂ در دور آں پیدا شود
باز نوبت چوں رسد شاہِ ہمایوں را زحق
سہدراں افغاں یکے از آسماں پیدا شود
حادثہ رو آورد سوئے ہمایوں بادشاہ
آنکہ نامش شیر شاہ باشد ہماں پیدا شود
چوں رود در ملک ایراں پیش اولاد رسولؐ
تاکہ قدر و منزلش از قدر داں پیدا شود
شاہِ شاہاں مہربانیہا کند در حق او
تا وقار عزتش چوں خسرواں پیدا شود
تا زمانی آنکہ او لشکر بیارد سوئے ہند
شیر شاہ فانی شود پورش بر آں پیدا شود
پس ہمایوں آمدہ گیرد تمامی ملک ہند
بعد ازاں اکبر شہی کشورستاں پیدا شود
بعد ازاں شاہ جہانگیر است گیتی را پناہ
ونگہی اندر جہان شاہ طاغیان پیدا شود
چوں کند عزمِ سفر آں شاہ سوئے دارالبقا
ثانیٔ صاحب قراں اندر جہاں پیدا شود

ثانیٔ صاحب قرآن تا چہل شاہی مے کند
تا لہ جورش جور دینِ آں کلاں پیدا شود
فتنہ ہا در ملک آرد نیز بس گردد خراب
از عجائب ہا بود گہ آب د ناں پیدا شود
دُر تحیر خلق آید چوں چنیں گردد خراب
مُشتری آتش فشاں از آسماں پیدا شود
راستی کمتر بود کذب و دغل گردد فزوں
دوست گردد دشمنی اندر میاں پیدا شود
ہم چناں در عشرہ باشی بادشاہی مے کند
تا ز فرزندان او کوچک بداں پیدا شود
او بر آید پہ کند اوازۂ خود در جہاں
والیٔ در خلق عالم سرفشاں پیدا شود
اندر آں اثنا قضا از آسماں آید پدید
آنکہ نام او معظم بگیماں پیدا شود!
خلق را فی الجملہ در دوران او گردد سکون
بر جراحت ہائے مردم مرہم آں پیدا شود
نادر آید او ز ایران می ستاند ملکِ ہند
قتل دہلی پس بزورِ جہد آں پیدا شود

بعد ازاں احمد شہی کو ہست گیتی را پناہ
او بملک ہند آید حکم آں پیدا شود
چوں کند عزم سفر آں شاہ سوئے دارالبقا
رخنہ اندر خاندانش زاں میاں پیدا شود
قوم سکھاں چیرہ دستی چوں کند بر مسلمیں
تا چہل[۴] ایں دور بدعت اندراں پیدا شود
بعد زاں گیرد نصارے ملک ہندوستان تمام
حکم شان صد سال در ہندوستان پیدا شود
چوں شود در دور ایناں جو روبدعت را رواج
شاہِ غربی بہر قتلش عوش عناں پیدا شود
قاتل کفار خواہد شد شہے شیر علیؓ
حامیٔ دین محمدؐ پاسباں پیدا شود
درمیانِ این و آں گردد چو بس جنگ عظیم
قتل عالم بے شبہ در جنگ آں پیدا شود
فتح یابد از خدا آں شاہ بزور خود تمام
قوم عیسیٰؑ را شکستے بے گماں پیدا شود
غلبۂ اسلام ماند تا چہلؐ در ملک ہند
بعد ازاں دجال خر از اصفہاں پیدا شود

از برائے دفع آں دجّال مے گویم شنو
عیسیٰ آید مہدیؑ آخر زماں پیدا شود
پانصدؔ وشصتاد ہجری آں زمانے گفتہ شُد
یک ہزار ۱۳۸۰ و سی صد و ہشتاد آں پیدا شود
سالہا چوں سیزدہ می بگزرد فرمان او
شور و غوغا اختلافش زاں میاں پیدا شود
نعمت اللہ را چو آگاہی شد از اسرار حق
گفتہ او بیگاں بر مرد ماں پیدا شود

(صفحہ ۱۷۴ - ۱۷۵)[1]

اس مرحلہ پر قارئین سے درخواست ہے کہ وہ "ربویو کلکتہ ۱۸۷۰ء اور ہفت روزہ "بدر" مارچ ۱۹۰۶ء میں طبع شدہ جعلی قصیدہ کے اشعار کو دوبارہ ملاحظہ فرمائیں تاکہ انہیں یہ تجزیہ کرنے میں آسانی ہو سکے کہ قصیدہ سازی کی صنعت مختلف مراحل طے کرنے، کتر و بیونت، تراش خراش اور جراحی کے عمل کے نتیجہ میں کیا رنگ پکڑ گئی ہے۔

دونوں قصائد کی وضعی حیثیت کا بے نقاب ہونا

حضرت نعمت اللہ ولیؒ کے اصل قصیدہ کے مقابل دوسرے دونوں قصیدوں کا وضعی ہونا بہت جلد اہلِ قلم و اہلِ دانش پر کھل گیا اور ایسا

[1] "تعلیمات جدیدہ پر ایک نظر" طبع اول مطبوعہ ۲۷ مارچ ۱۹۳۱ء آفتاب برقی پریس امرتسر

ہونا ضروری بھی تھا۔ اس لئے کہ مذہبی دنیا کی تاریخ میں جتنی صحیح پیش گوئیاں محفوظ ہیں۔ ان میں اخفاء اور ابہام کا پہلو ضرور پایا جاتا ہے۔ یہی بات شمالی ہند کے عالم دین مولانا فیروز الدین صاحب تاجر کتب لاہور کو کھٹکی جنہوں نے اپنی کتاب "قصیدہ ظہور مہدی" میں صاف لکھا کہ :۔

"بات یہ ہے کہ کسی خاص حادثہ یا قیامت کے متعلق صحیح صحیح اطلاع دے کر وقت مقرر کرنا آئین قدرت کے خلاف ہے۔ تمام انبیاء و اولیاء قیامت کو ابتدا ہی سے قریب کہتے چلے آئے ہیں۔ جس کے معنی یہ ہیں کہ یہ شخص اسے قریب سمجھ کر ظلم و طغیان اور فسق و کفران سے بچنے کی کوشش کرے۔ اگر حضرت آدم علیہ السلام ابتدا ہی سے کہہ دیتے کہ آٹھ ہزار برس گزر چکنے کے بعد قیامت آئے گی تو تمام پیغمبروں کی وعید بے اثر ہو جاتیں۔ ہر شخص سمجھتا کہ وہ زمانہ ابھی بہت بعید ہے۔ دیکھا جائے گا۔ اب شاید یہاں کوئی یہ خیال پیدا کرے کہ اس بات سے نعوذ باللہ انبیاء علیہم السلام کی تکذیب پائی جاتی ہے تو اسے معلوم ہونا چاہیئے کہ انبیاء و اولیاء کی نظریں بہت بلند ہوتی ہیں اور وہ تمام واقعات آئندہ کو دیکھ لیتی ہیں جو ان کو بالکل قریب نظر آتے ہیں۔ اس لئے اُن کا قریب فرمانا باوجود ہمارے لئے بعید ہونے

کے بھی بالکل سچ ہے۔ سالوں، مہینوں اور دنوں کے تعینات تو ہمارے لئے ہیں۔ انہیں جب اصل واقعات سامنے نظر آگئے تو ان کے لئے بعید کیسے ہوگئے؟ اسی اعتبار سے قرآن مجید میں جا بجا قیامت کو اسی طرح ظاہر فرمایا ہے کہ وہ قریب ہے۔ کیونکہ اصلاح عالم کے لئے مصلحت یہی ہے۔ پس اس خیال کو مدنظر رکھتے ہوئے مناسب نہیں ہوتا کہ کوئی ولی اللہ قیامت یا کسی ایسے عالمگیر واقعہ کا سن و سال مقرر فرمائے۔ گو اس کے ساتھ یہ بھی سچ ہے کہ بعض دفعہ انبیاء و اولیاء خاص الخاص اشخاص سے اس رازِ الٰہی کو آشکار فرما دیا کرتے تھے۔ مثلاً حضرت انسؓ نے ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ حکم ہو تو میں (حاضرین سے) ہر ایک کے بہشتی اور دوزخی ہونے کی بابت ظاہر کردوں جس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا کہ یہ رازِ الٰہی اظہار کے لائق نہیں ؎

(قصیدہ ظہوری مہدی علیہ السلام مع سوانح عمری حضرت شاہ نعمت اللہ ولیؒ صفحہ ۲۸-۲۹-۳۰ طبع دوم، مطبوعہ فیروز پرنٹنگ ورکس بیرون دروازہ شیرانوالہ گیٹ لاہور)

جناب مولوی فیروز الدین صاحب نے اس حقیقت پر روشنی ڈالنے

کے بعد "خواجہ نعمت اللہ ہانسوی" کے نام پر تصنیف ہونے والے دونوں قصائد کا ذکر درج ذیل الفاظ میں فرمایا:۔

"اسی قسم کے بعض دوسرے قصائد بھی عوام میں مشہور ومتداول ہیں۔ مثلاً ایک وہ قصیدہ ہے جس کی ردیف ہے۔ "پیدا شود"

راست گویم پادشاہے دو جہاں پیدا شود

اس کے مصنف نے بھی کچھ تبدیلی کے ساتھ بعض حوادث کی اطلاع دی ہے۔ مگر اس قصیدہ کو سید نعمت اللہ شاہ صاحب کرمانیؒ سے منسوب کرنا نہ صرف ظلم ہے، بلکہ حماقت بھی ہے۔ کیونکہ یہ قصیدہ صرف ہندوستان سے مخصوص ہے جس میں شاعر نے امیر تیمور سے لے کر معظم شاہ تک تو مغلیہ بادشاہوں کو نام بنام گنوادیا ہے۔ لیکن اس کے بعد ناموں کی گڑبڑی کے باعث مصنف صاحب خود بھول گئے ہیں۔ کیونکہ یہاں اکبر ثانی کے نام نے انہیں آگے چلنے نہیں دیا۔

اسی طرز کا ایک اور قصیدہ بھی دیکھا گیا۔ جس میں حبیب اللہ و نصراللہ (مرحوم امیر افغانستان اور ان کے برادر محترم مرحوم) کے نام بھی تھے جسے ایک بھوپالی صاحب نے اپنے ولی عہد ریاست نصراللہ خاں بہادر سے نسبت

دی تھی۔ مگر اہل نظر جانتے ہیں کہ قصائد کس اعتبار کے
لائق تھے...... !
بہر حال ایسے تمام قصائد کا جن میں ہندوستان کے متعلق
یا اس کے گرد و نواح افغانستان وغیرہ کی سلطنتوں کے
بادشاہوں کے نام خصوصیت کے ساتھ ذکر کئے گئے ہوں
سید نعمت اللہ شاہ کرمانیؒ سے منسوب کرنا علمی حیثیت
سے ایک کوشش بے فائدہ ہے۔"

(قصیدہ ظہور مہدی علیہ السلام مع سوانح عمری حضرت نعمت اللہ ولیؒ
صفحہ ۳۴-۳۵-۳۶)

سنہ ۱۹۴۸ء میں دوسرے جعلی قصیدہ کی اضافہ کیساتھ اشاعت

۱۴؍ اگست ۱۹۴۷ء کو مملکت خداداد پاکستان کا قیام عمل میں آیا اور ۱۷؍ اگست ۱۹۴۷ء کو عید الفطر سے صرف ایک روز قبل ریڈ کلف ایوارڈ نے نہایت ظالمانہ طور پہ بٹالہ، گورداسپور اور پٹھان کوٹ کی مسلم اکثریت کی تحصیلوں کے علاوہ اور بہت سا علاقہ پاکستان سے کاٹ کر ہندوستان کا حصہ بنا دیا اور ساتھ ہی ہندوؤں اور سکھوں نے مشرقی پنجاب کے نہتے اور مظلوم مسلمانوں کا قتل عام شروع کر دیا اور مسلم ہند کے بڑے بڑے اسلامی شہر مسلمانوں سے چھن گئے۔ حتیٰ کہ دہلی جیسا عظیم شہر جو مسلمان بادشاہوں کا صدیوں تک دارالسلطنت رہا۔ مسلمانوں کے خون سے لالہ زار

بن گیا اور کربلا کا منظر پیش کرنے لگا۔ اس المناک حادثہ پر ۱۹۴۸ کے وسط میں بعض ہوشیار لوگوں نے نعمت اللہ ولیؒ کی طرف منسوب دوسرا وضعی قصیدہ جس کا قافیہ "بیانہ" تھا اور تحریک عدم موالات کے زمانہ میں اشعار تک تصنیف ہوا تھا۔ لاہور کے اخبار "زمیندار" اور "شہباز" وغیرہ میں مزید پندرہ سولہ اشعار کے اضافہ کے ساتھ شائع کر دیا۔ اضافہ شدہ اشعار میں اس طرز کا مضمون تھا کہ ہندوستان کی تقسیم کے بعد مسلمانوں کا سب سے بڑا شہر ان کے ہاتھ سے نکل جائے گا اور اس میں ان کا قتل عام ہوگا یہ قصہ دو عیدوں کے درمیان ہوگا۔ مگر پھر ماہ محرم میں مسلمانوں کے ہاتھ میں تلوار آجائے گی اور وہ ہندوستان پر دوبارہ قابض ہوجائیں گے۔ چونکہ اس وقت تک میر عثمان علی مرحوم والئ دکن کی ریاست قائم تھی۔ اس لئے یہ شعر بھی جڑ دیا گیا کہ ؎

بعد آں شود چو شورش در ملک ہند پیدا
عثمان نماید آندم یک عزم غازیانہ

یعنی اس کے بعد پورے ملک ہند میں شورش بپا ہوگی۔ تب عثمان جہاد کا مصمم ارادہ کرے گا۔ لیکن ۱۸ ستمبر ۱۹۴۸ء کو ریاست حیدر آباد نے بھارتی فوج کے سامنے ہتھیار ڈال دیئے اور اس پیشگوئی کے مصنوعی اور بناوٹی ہونے پر خود بخود مہر تصدیق ثبت ہوگئی۔

روزنامہ "امروز" کا زبردست تنقیدی نوٹ

ایک وضعی قصیدہ کو اصلی ثابت کرکے اس میں اضافہ کرنے کی حرکت نہایت درجہ افسوسناک تھی۔ جس کے خلاف پنجاب کے مسلم پریس کی طرف سے زبردست صدائے احتجاج بلند ہوئی۔ چنانچہ اخبار "امروز" نے اپنی ۱۹ جولائی ۱۹۴۸ء کی اشاعت میں اس پر مندرجہ ذیل تنقیدی نوٹ شائع کیا:۔

"کچھ دنوں سے ہمارے ہاں شاہ نعمت اللہ ولیؒ کے قصیدے کی بڑی شہرت ہے۔ چنانچہ اکثر اخباروں نے اس قصیدے کو شرح کے ساتھ شائع کیا ہے اور شروع میں شاہ صاحب کے مختصر حالات زندگی بھی دے دیئے ہیں۔ کہا گیا ہے کہ شاہ نعمت اللہ ولیؒ جنہوں نے یہ قصیدہ آج سے ۷۵۹ سال قبل تصنیف فرمایا تھا،

بہمنی سلطنت کے زمانے میں بیدر بھی تشریف لائے تھے۔
اس کے معنی یہ ہیں کہ یہ قصیدہ بارہویں صدی کے آخر میں تصنیف ہؤا اور شاہ صاحب اس کی تصنیف سے کوئی دو سو برس کے بعد ہندوستان تشریف لائے۔ کیونکہ بہمنی سلطنت اس قصیدہ کی تصنیف سے کوئی دوسو برس کے بعد قائم ہوئی ہے۔ ان دونوں باتوں کو صحیح قرار دینے کے لئے یہ ضروری ہے کہ شاہ نعمت اللہ کی عمر ڈھائی تین سو سال قرار دیجائے لیکن شاہ نعمت اللہ جو عام طور پر شاہ نعمت اللہ کوہستانی کے نام سے مشہور ہیں کوئی ایسے غیر معروف بزرگوار نہیں کہ ان کے بارے میں اس قسم کی دُور از کار قیاس آرائیاں کرنی پڑیں۔ وہ پندرہویں صدی کے بزرگوار ہیں۔ یعنی اُن کے قصیدے کا جو سالِ تصنیف بتایا گیا ہے اس میں اور ان کے زمانے میں کوئی تین سو برس کا فصل ہے ۔۔۔۔۔۔
شاہ نعمت اللہ اپنی نیکی اور پرہیزگاری کی وجہ ہی سے نہیں بلکہ اپنے شاعرانہ کمالات کی وجہ سے بھی بہت مشہور ہیں۔ تمام اربابِ تذکرہ ان کا نام بڑی عزت سے لیتے ہیں اور ان کے کلام کی بڑی تعریف کرتے ہیں۔ شاہ صاحب کا شمار صوفی شعرائکے اس گروہ سے ہوتا ہے جن میں سنائی عطار، مولوی، رومی، عراقی، اوحدی، سلطان ابوسعید ابوالخیر

وغیرہ شامل ہیں۔ ان کے اشعار میں بڑی حلاوت اور لوچ ہے۔ زبان بڑی منجھی ہوئی اور صاف ستھری اور یہ چیز ان کے اکثر معاصر اور قریب العہد شعراء میں موجود ہے۔

شاہ نعمت اللہ سے جو قصیدہ منسوب کیا گیا ہے اور جس میں ہندوستان کی تقسیم اور گاندھی جی کے قتل کے علاوہ ایک اور عالمگیر جنگ کی بھی پیش گوئی کی گئی ہے۔ اپنی زبان و بیان کے اعتبار سے ایسا نہیں کہ اُسے شاہ نعمت اللہ کوہستانی جیسے مشہور اور مستند شاعر سے نسبت دی جا سکے۔ چند شعر ملاحظہ ہوں ؎

ہم شیر با برادر پسران ہم پہ مادر
نیز ہم پدر بہ دختر مجرم بہ عاشقانہ
شہر عظیم باشد اعظم ترین مقتل
صد کربلا چو کربل ہر خانہ بخانہ
ماہِ محرم آید با تیغ با مسلمان !!
سازند مسلم آں دم اقدام جارحانہ
نیز ہم حبیب اللہ صاحب قرآن من اللہ
گیرند نصرت اللہ شمشیر از میانہ

فارسی محاورہ کی جتنی غلطیاں ان اشعار میں ہیں ان سے قطع نظر بھی کر لیا جائے تو اس کا کیا علاج کہ اکثر مقامات

پر حروف صحیح وزن سے باہر ہیں۔ مثلاً دو جگہ "نیز ہم" آیا ہے۔ دونوں جگہ ہ ساقط ہے اور "اقدام جارحانہ" سے تو صاف ظاہر ہوتا ہے کہ یہ شاہ نعمت اللہ کے عہد کی زبان نہیں ہو سکتی کیونکہ "جارحانہ اقدام" خالص اخباری زبان کا لفظ ہے جسے رائج ہوئے ۳۰۔۳۵ برس سے زیادہ عرصہ نہیں ہوا۔ بہر حال اس قصیدہ کی زبان قطعاً غلط ہے جسے فارسی کہتے ہوئے بھی ہمیں ہزار بار تامل ہوتا ہے۔

یہ قصیدہ مدت سے پنجاب، سرحد، اور کشمیر میں مشہور ہے۔ ایک زمانے میں اس میں دجال کے خروج اور امام مہدیؑ کے ظہور کا ذکر تھا اب اس میں ہندوستان کی تقسیم گاندھی جی کے قتل اور فرقہ وارانہ فسادات کا تذکرہ ہے۔ "حبیب اللہ صاحب قرآن من اللہ" سے اس زمانے میں امیر حبیب اللہ والیٔ افغانستان مراد لئے جاتے تھے اب یہ کہا جا رہا ہے کہ یہ شعر قائداعظمؒ سے تعلق رکھتا ہے۔

غرض اس بحث سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ یہ قصیدہ شاہ نعمت اللہ کوہستانی کی تصنیف نہیں۔ اس کی زبان سراسر غلط ہے اور اکثر مصرعے وزن سے باہر ہیں۔ اور اس میں بعض ایسے الفاظ بھی آگئے جو مولانا ظفر علی خان

نے ترجمہ کی ضرورتوں کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے وضع کئے اور اُردو میں رائج کر دیئے۔ یہ قصیدہ مدت سے مشہور ہے لیکن اب اسے بہت سے اشعار کے اضافہ کے ساتھ شائع کیا گیا ہے۔"

(روزنامہ "امروز" ۱۹ جولائی ۱۹۴۸ء)

ماہنامہ "معارف" دارالمصنفین اعظم گڈھ کی تحقیق

پاکستان کے ایک ممتاز اہلِ قلم جناب عبدالشکور صاحب کا بیان ہے کہ:-

" برصغیر پاک وہند کی تقسیم کے فوراً بعد جو دورِ ابتلاء آیا، اس وقت یہ قصیدہ ماہنامہ "قندیل" کراچی میں شائع ہوا۔ جس کا عنوان تھا "شکست ہندوستان" اس پر ایک صاحب نے اس کا تراشہ ماہنامہ "معارف" اعظم گڈھ کو بھیجا اور استفسار کیا کہ آیا شاہ صاحب کا اصل قصیدہ یہی ہے۔ اور موجودہ قصیدے کی اصل حقیقت کیا ہے؟ "معارف" کی طرف سے اس استفسار کا جو جواب دیا گیا وہ "معارف" کی جلد ۶۱ ۲ شمارہ فروری ۱۹۴۸ء صفحہ ۱۴۵ پر شائع ہوا ہے جو راقم الحروف کے پاس موجود ہے۔ اس جواب کے مطابق موجودہ قصیدہ جعلی، خود ساختہ اور فرضی ہے۔ اس قصیدہ کا شاہ صاحب کے اصل قصیدہ سے کوئی تعلق نہیں

ہے نہ یہ قدیم زمانے کے کسی قلمی نسخہ میں موجود ہے اور نہ ہی کسی مطبوعہ نسخہ پر مبنی ہے۔"

(روزنامہ "جنگ" راولپنڈی ۲۵ دسمبر ۱۹۷۱ء صفحہ ۳)

ذیل میں رسالہ "معارف" کے کچھ اقتباسات پیش خدمت ہیں:۔

"اس کے فرضی ہونے کی بہت سی داخلی شہادتیں خود اس قصیدہ کے اشعار میں موجود ہیں۔ نہ صرف اس کا ہر شعر "ہندوستانی فارسی" میں ہے بلکہ اس میں ایسے بہت سے الفاظ موجود ہیں جو شاہ نعمت اللہ ولیؒ کے زمانے میں ان معنوں میں استعمال نہیں کئے جاتے تھے یہاں تک کہ بعض ملک کے جو نام اس میں آئے ہیں وہ بھی شاہ صاحب کے زمانہ میں پائے نہ جاتے تھے۔ مثلاً جاپان کا ذکر اس میں ایک سے زیادہ موقع پر آیا ہے۔ حالانکہ جاپان کو "جاپان" سے جو موسوم کیا گیا ہے وہ مارکوپولو کے سفر چین ۱۲۹۵ء کے بعد کا واقعہ ہے، چین میں اس جزیرہ کو چی نیکو (CHI-PEN-KUE) کہتے تھے۔ اس سے (CHIPANGAI) چپانگو ہوا۔ پھر یہی لفظ انگریزی میں (JAPAN) "جاپان" کے تلفظ سے ادا کیا گیا۔ اور چینیوں نے بھی اس کے اس تلفظ کو قبول کر لیا (جاپان از ڈلیوڈ مرے)، ظاہر ہے کہ نہم اویں صدی کا یہ نومولود

لفظ اس قدر جلد شہرت نہیں پا سکتا تھا کہ شاہ نعمت اللہ ولیؒ متوفیؒ ۸۳۴ھ اور ان کے زمانہ کے لوگ اس سے واقف ہوتے اور وہ بے تکلف اپنے قصیدہ میں "جنگ روس و جاپان" یا "زلزلہ جاپان" کا ذکر کرتے اور کہہ سکتے کہ:۔

جاپان فتح یا بد بر ملک روسیانہ (؟)

یا

جاپاں تباہ گردد یک نصف ثالثانہ (؟)

اس لئے حال کے اس تصنیف کئے ہوئے قصیدہ کے متعلق جو محض سیاسی پروپگینڈے کے لئے تیار کیا گیا ہے یہ تصریح کرنے کی بھی چنداں ضرورت نہیں کہ یہ قدیم زمانہ کے کسی قلمی یا مطبوعہ اصل پر مبنی نہیں ہے۔ بلکہ یہ سراسر خود ساختہ اور فرضی اور جعلی ہے۔"

("معارف" فروری ۱۹۴۸ء صفحہ ۱۴۶-۱۴۸)

ناظم دارالاشاعت علوم اسلامیہ ملتان کا حقیقت افروز بیان

مندرجہ بالا حقائق کی روشنی میں ناظم دارالاشاعت علوم اسلامیہ حسین آگاہی ملتان نے عرصہ ہوا اپنے کتابچہ "قصائد خواجہ نعمت اللہؒ" کے دیباچہ میں بالبداہت لکھا کہ:۔

"محقق حضرات کا فرمانا ہے کہ قصیدہ اوّل اصلی ہے جس کے اشعار میں کمی بیشی نہیں ہوئی اور اس میں مے بینم کا لفظ بہت ذمہ دارانہ ہے جو حقیقتِ حال کو واضح کرتا ہے۔ باقی دونوں قصیدے اضافی اور وضعی ہیں"

(صفحہ ۳)

قیامِ پاکستان کے بعد جعلی اشعار میں بے پناہ اضافہ

اگرچہ قیامِ پاکستان کے پہلے سال ہی جعلی قصیدوں کی حقیقت و اصلیت کھل کر سامنے آچکی تھی مگر حضرت نعمت اللہ ولیؒ کے مقدس نام پر نئے نئے اشعار ڈھالنے والے اصحاب نے اپنی مہم برابر پورے زور شور سے جاری رکھی اور ۱۹۴۸ء سے ۱۹۷۱ء تک جعلی شعروں میں بے پناہ اضافہ کر ڈالا چنانچہ ذیل میں وہ اشعار لکھے جاتے ہیں جو اس عرصہ میں حضرت نعمت اللہؒ جیسے جلیل القدر بزرگ کی طرف منسوب کرکے شائع کئے گئے۔!

.... شاہ بابر حکمراں باشد پس چند روز
در میانش اک فقیر از سالکان پیدا شود
نام او نانک بود آرد جہاں بادے رجوع
گرم بازار فقیر ..... بیکراں پیدا شود

درمیان ملک پنجابش بود شہرت تمام
قوم سکھانش مرید و پیرواں پیدا شود

به ملک مصر و سوڈاں بخارا و ہم قہستاں ہم
عسقلان شہر، کرخ گیرند تاستانه
به بحر خضر گیلاں قابض شود و یک آں!
ایں طرح بند سلطان گیرند بے ابانه
فوج فرنگ و یوناں مرده شوند بخندق
از سبل غائبانه از حکمت یگانه
ظاہر شود علمدار شخصے ز قوم زنّاره
جسمش چوں تار باشد قولش چوں رسمانه

پارینه قصه شویم از تازه بند گویم
افتاد قران دویم که افتاد از زمانه
اک زلزله که آید چوں زلزله قیامت
جاپان تباه گردد اک نصف تا فتانه
تا چار جنگ افتد به بحر غربی ہم
فاتح "الف" بگردد بر "راج" که سقانه

جنگ عظیم باشد قبل عظیم سازد
اک صد و سی و اک لکھ باشد شمار خانہ

اظہار صلح باشد چوں صلح پیش بندی
بل مستقل نہ باشد ایں صلح درمیانہ

ظاہر خموش لیکن پنہاں کنند ساماں
"ج" "الف" مکرر اُو مرد مُبارزانہ

وقتیکہ جنگ جاپان بہ چین رفتہ باشد
نصرانیاں بہ پیکار آیند باہمانہ

پس سال بست و یکم آغاز جنگ دوم
مہلک ترین اوّل باشد بہ جارحانہ

امداد ہندیاں ہم از ہند دادہ باشند
لاعلم ازیں کہ باشند آں جملہ رائیگانہ

آلات برق پیما اسلحہ حشر برپا
سازند اہل حرفہ مشہور آں زمانہ

باشی اگر بہ مشرق شنوی کلام مغرب
آید سرود غیبی بر طرز عسرشیانہ

در الف و روس ہم چنیں مانند شہد شیریں
بر الف و "ج" اولیٰ ہم "ج" ثانیانہ

با برق تیغ رانند کوه غضب دوانند
تا آنکه فتح یابند از کینه و بهانه

نصرانیانِ باشند هندوستان سپارند
تخم بدی بکارند از فسق جاودانه
تقسیم هند گردد، دو حصص هویدا آید
آشوب و رنج پیدا از مکر و از بهانه
بے تاج بادشاهاں شاهی کنند ناداں
اجرا کنند فرماں فی الجمله مهملانه
از رشوت و تساهل دانسته از تغافل
تاویل یاب باشد احکام خسروانه
عالم از علم نالاں، دانا ز فهم گریاں
ناداں به رقص عریاں مصروف والهانه
از اُمتِ محمد سرزد شوند بے حد
افعال مجرمانه اعمال عاصیانه
شفقت به سردِ مهری تعظیم در دلیری
تبدیل گشته باشد از فتنهٔ زمانه

ہمشیرہ با برادر پسران ہم بہ مادر
نیزم پدر بہ دختر مجرم بہ عاشقانہ
حلت رود سراسر حرمت رود سراسر
عصمت رود برابر از جبر مغویانہ
بے پردگی سہائید پردہ دری درائید
عفت فروش باشد معصوم ظاہرانہ
دختر فروش باشد عصمت فروش باشد
مردانِ سفلہ طینت بہ وضع زاہدانہ
شوقِ نماز و روزہ حج و زکوٰۃ فطرہ
کم کردہ در بر آئید اک بار خاطرانہ
خونِ جگر بہ نوشم با رنج بہ تو گوئم
للہ ترک کن ایں طرز راہبانہ
قہر عظیم آید بہر سزا کہ باشد
اجراء ز خدا بیارد اک حکم قاتلانہ
مسلم شوند کشتہ افغاں شوند حیراں
از دست نیزہ بنداں اک قوم ہندوانہ
ارزاں شود برابر جائیداد و جانِ مسلم
خوں مے شود روانہ چوں بہر بے کرانہ

از قلب پنج آبی خارج شوند ناری
قبضہ کنند مسلم بر ملک غاصبانہ

برعکس این بر آید در شہر مسلماناں
قبضہ کنند ہندو بر شہر جابرانہ
شہر عظیم باشد اعظم ترین مقتل
صد کربلا چوں کربل ہر خانۂ بخانہ
رہبر ز مسلماناں در پردہ پاسباناں
امداد داہ باشد از عہد فاجرانہ
این قصہ بین العیدین از شین و نون شرطین
سازد ہنود بدرا معتوب فی زمانہ

ماہ محرم آید با تیغ بر مسلمان
سازند مسلمِ آندم اقدام جارحانہ
بعد آن شود چو شورش در ملک ہند پیدا
عثمان نماید آندم یک عزم غازیانہ
از غازیان سرحد لرزد زمین چو مرقد
بہر حصول فتح آیند والہانہ

غلبہ کنند ہم چوں مور و ملخ شبا شب
حقا کہ قوم افغاں باشند فاتحانہ
یک جا شوند افغاں ہم دکنیاں و ایراں
فتح کنند ایناں کُل ہند غازیانہ

کشتہ شوند جملہ بد خواہ دین و ایماں
خالق نماید اکرام از لطف خالقانہ
از گ شش حروفی بقتال کینہ پرور
مُسلم شود بہ خاطر از لطف آں یگانہ
واں دیگرے کہ باشد بہ نون واؤ خلقی
مسلم شود حقیقی از شوق شائقانہ
خوش می شود مسلماں از لطف فضل یزداں
کل ہند پاک باشد از رسم ہندوانہ
چوں ہند ہم بہ مغرب قسمت خراب گردد
تجدید باب گردد جنگِ سہ نوبتانہ
از دو الف سہ گفتم یک الف، الف گردد
در جملہ ساز باشد بر الف مغرمانہ
ج شکستہ خوردہ بارِ برابر آید!
آلاتِ نار آرد مہلک جہنمانہ

کاہد الف جہاں کہ یک لفظ از ہمناید
الّا کہ رسم و یادش باشد موزخانہ
تعزیر عیب یابد مجرم خطاب گردد
دیگہ نہ سرفرازد برطرز راہبانہ
دنیا خراب کردہ باشند بے ایمانہ!
گیرند منزل آخر فی النّار دوزخانہ
رازِ کہ گفتہ ام من دُرِّ کہ آشفتہ ام من
باشد برائے نصرت استاد غائبانہ
عجلت اگر بخواہی نصرت اگر بخواہی
کن پیروی خدارا در قول قدسیانہ

مندرجہ بالا شعر "حقیقتِ قیام پاکستان بتوثیق بشارات" میں درج ہیں جو جناب مولینا حبیب اللہ شاہ صاحب امیر دیندار انجمن حزب اللہ پاکستان کی تازہ تالیف ہے اور ستمبر ۱۹۷۱ء میں "دیندار انجمن حزب اللہ کراچی ۷/۲۳ - ڈی/۵ نیو کراچی نمبر ۳۶" نے خاص اہتمام سے شائع کی ہے۔

اس کتاب میں کمال ہوشیاری سے تیسری جنگِ عظیم پر مشتمل اشعار درج کرنے کے بعد شعری زبان ہی میں بتایا گیا ہے کہ اس تیسری جنگ میں دشمنانِ اسلام کی تباہی کے بعد امام مہدی کا ظہور ہوگا —

تا عامتہ المسلمین مطمئن ہو جائیں کہ جب تک تیسری جنگ برپا ہو کر سب کافروں کا خاتمہ نہ کر دے امام مہدی ہرگز نہیں آئیں گے۔

یہاں یہ جائزہ لینا بھی دلچسپی کا موجب ہو گا کہ جہاں متحدہ ہندوستان میں قریبًا ایک صدی کے اندر نعمت اللہ ولیؒ کے نام پر اسّی (۸۰) کے قریب اشعار اختراع کئے گئے وہاں پاکستان کے پچیس (۲۵) سالہ دور میں وضعی شعروں کی رفتار میں نسبتاً زیادہ ترقی ہوئی چنانچہ ان کی تعداد قریبًا اٹھاون (۵۸) تک جا پہنچی ہے۔

ستم ظریفی کی انتہاء

ستم ظریفی کی انتہا یہ ہے کہ وُہی وضعی اور جعلی قصیدے جو وقتاً فوقتاً اضافوں کے ساتھ شائع کئے گئے تھے اور حال ہی میں دوبارہ شائع کئے گئے ہیں۔ اُن کے "مؤلف" شاہ نعمت اللہ کو بیک جنبش قلم جہانگیر اور شاہجہان کا ہمعصر بنا کر عوام کو یہ باور کرایا جا رہا ہے کہ "شاہ نعمت اللہ نے آنے والے انقلابات زمانہ پر تقریبًا دو ہزار اشعار فارسی زبان میں لکھے۔"

(روزنامہ "مشرق" ۲۱ دسمبر ۱۹۷۱ء صفحہ نمبر ۵)

یہ اعلان دوسرے لفظوں میں اس عزم کا اظہار ہے کہ جب تک حضرت شاہ نعمت اللہ کے نام پر شائع کئے جانے والے اشعار کی تعداد دو ہزار تک نہ پہنچ جائے یہ سلسلۂ تصنیف و اختراع جاری رہے گا۔

فَاِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ٥

حرفِ آخر

اسلام کی عالمگیر فتح یقینی ہے

بالآخر اپنے پیارے مسلمان بھائیوں کی خدمت میں عرض ہے کہ وہ ان بے اصل قصیدوں اور شعروں کی بھرمار دیکھ کر نہ تو اولیاء امت کی نسبت شک کریں اور نہ اسلام کے مستقبل کے بارے میں مایوس ہوں بلکہ مجاہدانہ شان اور غازیانہ انداز میں موجودہ صبر آزما حالات کا مقابلہ کریں۔ ذکرِ الٰہی میں ہر دم مصروف رہیں۔ زندگی کی ہر ایک راہ میں قرآن و سنت کو اپنا دستور العمل بنائیں اور زندہ خدا کی زندہ قدرتوں پر ایمان لاتے ہوئے یقین رکھیں کہ "لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّهٖ" کی قرآنی پیش گوئی کے مطابق ادیانِ باطلہ کی شکست اور اسلام کی عالمگیر فتح یقینی اور قطعی ہے اور اسی عظیم الشان بشارت کے مختلف مراحل کا نظارہ حضرت نعمت اللہ ولی رحمۃ اللہ علیہ کو آج سے صدیوں قبل دکھایا گیا تھا۔ چنانچہ اپنے اصل قصیدہ میں ارشاد فرماتے ہیں ؎

زینتِ شرع و رونقِ اسلام
محکم و استوار مے بینم

پس سچائی کی فتح ہوگی اور اسلام کے لئے پھر اس تازگی اور روشنی کا دن آئے گا جو پہلے وقتوں میں آچکا ہے اور وہ آفتاب اپنے پورے کمال کے ساتھ پھر چڑھے گا، جیسا کہ پہلے چڑھ چکا ہے۔

اصل قصیدہ حضرت نعمت اللہ ولیؒ

یا فتاح

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قدرت کردگار می بینم — حالت روزگار می بینم!
از نجوم این سخن نمی گویم — بلکہ از کردگار می بینم
در خراسان و مصر و شام و عراق — فتنہ و کارزار می بینم
ہمہ را حال مے شود دیگر — گریکی در ہزار می بینم
قصۂ بس غریب میشنوم — غصۂ در دیار می بینم
غارت و قتل لشکر بسیار — از یمین و یسار می بینم
بس فرومایگان بے حاصل — عالم و خوندکار می بینم
مذہب دین ضعیف می یابم — مبدع افتخار می بینم
دوستان عزیز ہر قومی — گشتہ غم خوار و خوار می بینم
منصب و عزل و تنگیِ عمال — ہریکی را دو بار می بینم
ترک و تاجیک را بہم دیگر — خصمی و گیر دار می بینم
مکر و تذویر و حیلہ در ہر جا — از صغار و کبار می بینم
بقعۂ خیر سخت گشت خراب — جائی جمع شرار می بینم
اندکی امن گر بود امروز — در حد کوہسار می بینم
گرچہ می بینم این ہمہ غم نیست — شادی غمگسار می بینم

بعد امسال و چند سال دگر عالمی چون نگار می بینم
بادشاه مشام دانائی سروری باوقار می بینم
حکم امثال صورتی دگر است نه چو بیدار وار می بینم
غین ری سال چون گذشت از سال بوالعجب کاروبار می بینم
گرد در آئینهٔ ضمیر جهان گرد و زنگ و غبار می بینم
ظلمت ظلم ظالمان دیار بی حد و بی شمار می بینم
جنگ و آشوب و فتنه و بیداد درمیان و کنار می بینم
بنده را خواجه وش همی یابم خواجه را بنده وار می بینم
هر که او بار پار بود امسال خاطرش زیر بار می بینم
سکه نو زنند بر رخ زر درهمش کم عیار می بینم
هر یک از حاکمان هفت اقلیم دیگری را دوچار می بینم
ماه را روسیاه می نگرم مهر را دل فگار می بینم
تاجر از دور دست بی همره مانده در رهگذار می بینم
حال هندو خراب می یابم جور ترک تبار می بینم
بعض اشجار بوستان جهان بی بهار و ثمار می بینم
همدلی و قناعت و کنجی حالیا اختیار می بینم
غم مخور زانکه من درین تشویش خرمی وصل یار می بینم
چون زمستان بی چمن بگذشت شمس خوش بهار می بینم
دور او چون شود تمام بکام پسرش یادگار می بینم
بندگان جناب حضرت او سر بسر تاجدار می بینم

پادشاه تمام هفت اقلیم   شاه عالی تبار می بینم
صورت و سیرتش چو پیغمبر   علم و حلمش شعار می بینم
ید بیضا که با او تابنده   باز با ذوالفقار می بینم
گلشن شرع را همی بویم   گل دین را ببار می بینم
تا چهل سال ای برادر من   دور آن شهسوار می بینم
عاصیان از امام معصومم   خجل و شرمسار می بینم
غازی دوست دار دشمن کش   همدم و یار غار می بینم
زینت شرع و رونق اسلام   محکم و استوار می بینم
گنج کسری و نقد اسکندر   همه بر روی کار می بینم
بعد ازان خود امام خواهد بود   بس جهان را مدار می بینم
اح م و دال می خوانم!   نام آن نامدار می بینم
دین و دنیا ازو شود معمور   خلق زو بختیار می بینم
مهدی وقت و عیسی دوران   هر دو را شهسوار می بینم
این جهان را چو مصر می نگرم   عدل او را حصار می بینم
هفت باشد وزیر سلطانش   همه را کامگار می بینم
بر کفدست ساقی وحدت   باده خوشگوار می بینم
تیغ آهن دلان زنگ زده   کند و بی اعتبار می بینم
گرگ با میش و شیر با آهو   در چرا با قرار می بینم
ترک عیار مست می نگرم   خصم او در خمار می بینم

نعمت اللہ نشست بر کنجے ۔۔۔۔ از ہمہ بر کنار می بینم[1]

اصل قصیدے کا ترجمہ

میں خدا تعالیٰ کی قدرتوں کا مشاہدہ کر رہا ہوں اور زمانہ کے حالات دیکھ رہا ہوں۔

علم نجوم کی بناء پر بیان نہیں کر رہا بلکہ خدائے کردگار کے دکھانے سے یہ دیکھ رہا ہوں۔

خراسان، مصر، شام اور عراق میں فتنہ فساد برپا ہوگا۔

صرف ایک ملک کا ہی یہ حال نہیں ہوگا بلکہ اس زمانہ میں بدامنی اور جنگ وجدل کے باعث سبھی ممالک کا حال دگرگوں ہوگا۔

میں عجیب قصہ سن رہا ہوں۔ ملکوں میں کشیدگی اور اختلاف نظر آتا ہے۔

میں دائیں بائیں بہت سے لشکروں کی قتل وغارت دیکھ رہا ہوں میں عالموں اور استادوں کو حقیر اور بے فیض دیکھ رہا ہوں۔ مذہبی عقائد کو میں کمزور پاتا ہوں اور لوگوں کو اس کمزوری عقائد پہ فخر کرتے دیکھتا ہوں۔

---

[1] ("الاربعین فی احوال المہدیین" از حضرت شاہ اسماعیل شہیدؒ مطبوعہ ۲۵ محرم الحرام ۱۲۶۸ھ مطابق ۲۱ نومبر ۱۸۵۱ء مصری گنج کلکتہ)

ہر قوم کے معزّز لوگ مجھے غمگین اور رُسوا دکھائی دیتے ہیں۔
میں دیکھتا ہوں کہ کارکنوں کو منصب پر سرفراز کرنے کے بعد انہیں معزول کیا جائے گا۔ اور پھر وہ تنگ حالی اور آزردگی سے دوچار ہوں گے اور یہ دَوران پر دو مرتبہ آئے گا۔
ترکوں اور تاجیکوں کو ایک دوسرے کیساتھ برسرِ پیکار دیکھ رہا ہوں۔
میں ہر جگہ بڑوں اور چھوٹوں سے مکر و فریب اور حیلے دیکھتا ہوں۔
نیکی کا باغ اجڑ گیا ہے اور میں دیکھ رہا ہوں کہ وہ شریروں کے جمع ہونے کی جگہ ہے۔
اگر آج تھوڑا سا امن کہیں ہے تو وہ مجھے پہاڑوں کی حدود میں نظر آتا ہے۔
اگرچہ یہ تمام باتیں مجھے نظر آ رہی ہیں پھر بھی کوئی فکر نہیں کیونکہ مجھے اس کے ساتھ غموں کو دُور کرنے والی خوشی بھی دکھائی دیتی ہے۔
اس سال اور چند اور سالوں کے بعد میں جہان کو محبوب کی طرح آراستہ دیکھتا ہوں۔
میں ایک ہوشیار اور عقل مند بادشاہ کو باوقار حاکم دیکھ رہا ہوں۔
کہاوتیں کچھ اور کہہ رہی ہیں۔ ایسا لگتا ہے جیسے یہ سب میں بیداری میں نہیں دیکھ رہا۔
بارہ سَو ۱۲ سال کے گزرتے ہی عجیب عجیب کام مجھ کو نظر آتے ہیں۔

ضمیرِ جہاں کے آئینے میں فتنوں کی گرد، گناہوں کا زنگ اور کینوں کے
غبار دیکھ رہا ہوں۔
ملکوں میں ظالموں کے ظلم کا اندھیرا انتہا کو پہنچ جائے گا۔
درمیان میں اور اس کے کناروں میں بڑے بڑے فتنے اٹھیں گے۔
اور جنگ ہو گی اور ظلم ہو گا۔
ایسے انقلاب ظہور میں آئیں گے کہ خواجہ بندہ اور بندہ خواجہ ہو جائے
گا۔!
گزشتہ سال جس شخص کا بوجھ دُوسرے اٹھائے ہوئے تھے میں اس کے
دل کو اس سال بوجھ کے نیچے دبا ہُوا پاتا ہوں۔
پہلی بادشاہی جاتی رہے گی اور نیا سکہ چلے گا، جو قدر و قیمت میں
کم ہو گا۔
ہفت اقلیم کے بادشاہوں میں سے ہر ایک کو میں ایک دوسرے
سے الجھا ہُوا دیکھ رہا ہوں۔
مَیں چاند کا منہ سیاہ اور سُورج کا دل زخمی دیکھ رہا ہوں۔
مَیں دیکھ رہا ہوں کہ دُور کے ملکوں کے تاجر راستوں میں تنہا تھکے
ماندے پڑے ہیں۔
مَیں ہندوؤں کی حالت خراب پاتا ہوں اور ترک خاندانوں کا
ظلم و ستم دیکھتا ہوں۔
میں دیکھ رہا ہوں کہ قحط پڑیں گے اور باغات کو پھل نہیں

لگیں گے۔

میں دیکھ رہا ہوں کہ اب تنہائی، صبر اور گوشہ نشینی اختیار کرنی چاہیئے۔

مگر اس تشویش اور فتنہ کے زمانہ میں غم نہیں کرنا چاہیئے۔ کیونکہ میں دیکھتا ہوں کہ وصلِ یار کی خوشی بھی ان فتنوں کے ساتھ اور ان کے درمیان ہے۔

جب موسمِ خزاں گزر جائے گا تو آفتابِ بہار نکلے گا۔

جب اُس کا زمانہ کامیابی کے ساتھ گزر جائے گا تو اس کے نمونہ پر اس کا لڑکا یادگار رہ جائے گا۔

اس کی خدمت میں حاضر رہنے والے سبھی غلام بادشاہ ہو جائیں گے۔

وہ تمام دنیا کا حکمران اور عالی خاندان بادشاہ ہوگا۔

اُس کا ظاہر و باطن نبیؐ کی مانند ہوگا اور علم و حلم اس کا شعار ہوگا۔

اس کے پاس چمکنے والا یدِ بیضا ہے۔

پھر میں اُس کو ذوالفقار کے ساتھ دیکھتا ہوں۔

اس سے شریعت تازہ ہو جائے گی اور دین کے شگوفوں کو پھل لگیں گے۔

اے میرے بھائی، اس شہسوار کا عہد چالیس سال تک رہے گا۔

اس امام کے مخالف اور نافرمان بھی ہوں گے جن کے لئے آخر خجالت اور شرمساری مقدر ہے۔

وہ ایک ایسا غازی ہے جو دوستوں کا دوست اور دشمنوں کا قاتل ہے میں اُسے مخلوقِ خدا کا سچا، ہمدرد اور خیر خواہ پاتا ہوں۔

میں دیکھتا ہوں اس کے آنے سے شرع آرائش پکڑ جائے گی اور اسلام رونق پر آجائے گا۔ اور دینِ متینِ محمدیؐ محکم اور استوار ہو جائے گا۔

میں دیکھ رہا ہوں کہ کسریٰ کا خزانہ اور سکندر کی دولت سب کام میں آرہی ہے۔

میں دیکھتا ہوں کہ بعد ازاں وہ خود امام ہو جائے گا اور جہان کا دارو مدار (اس پر) ہوگا۔

میں ح م د ال پڑھتا ہوں اور دیکھتا ہوں کہ اس نامور کا یہی نام ہوگا۔

اس کے آنے سے دین کو ترقی ہوگی اور دنیا کو بھی اور لوگ با اقبال ہو جائیں گے۔

وہ اپنے وقت کا مہدیؑ اور اپنے دور کا عیسیٰؑ ہوگا میں اس شہسوار میں دونوں باتیں دیکھ رہا ہوں۔

میں اس دنیا کو مصر کی طرح (آراستہ) دیکھ رہا ہوں۔ اس امام کا عدل لوگوں کی پناہ گاہ ہوگا۔

میرے اس بادشاہ کے سات وزیر ہوں گے اور وہ سب کامیاب ہوں گے۔

ساقیٔ وحدت کے ہاتھ پر میں خوشگوار جامِ شراب دیکھ

رہا ہوں۔

پتھر دلوں کی تلوار کو میں زنگ خوردہ، گُند اور ناقابلِ اعتبار دیکھتا ہوں۔

میں دیکھ رہا ہوں کہ چراگاہ میں بھیڑیا بکری کے ساتھ اور شیر ہرن کے ساتھ بڑے اطمینان کے ساتھ ہے۔

عیّار تُرکوں کو میں سُست اور اُن کے دشمن کو مخمور دیکھتا ہوں۔

میں نعمتؔ اللہ کو سب سے الگ ایک کونے میں بیٹھا دیکھ رہا ہوں۔

مکتبۂ پاکستان ملک بھر میں اپنی نوعیت کا واحد ادارہ ہے۔ جو معیاری اور خوب صورت کتابیں شائع کرنے کے ساتھ ساتھ تمام پاکستانی لائبریریوں، کالجوں، سکولوں، سرکاری اداروں اور علم دوست حضرات کو ہر طرح کی اُردو کتابیں خواہ وُہ کسی بھی موضوع پر ہوں اور کہیں بھی شائع ہوتی ہوں، یا عام طور پر دستیاب نہ ہو رہی ہوں، مہیا کرنے میں انتہائی تیزی سے کام لیتا ہے۔

ہمارے سٹاک میں اکثر آپ کی فرمائش کے بے شمار کتب ہمہ وقت موجود رہتی ہیں۔ جو کتابیں حاضر مال میں نہ ہوں، ان کے بارے میں ہماری معلومات ہر وقت مکمل رہتی ہیں۔ اور آرڈر ملنے پر ہم انہیں فوراً حاصل کر لیتے ہیں بشرطیکہ وہ کتابیں فروخت کے لئے پاکستان بھر میں کہیں نہ کہیں موجود ہوں۔ ایک آرڈر بھجوا کر آپ ہماری کارکردگی کا امتحان لے سکتے ہیں۔ انشاءاللہ آپ ہم سے ہمیشہ مطمئن رہیں گے۔

ملنے کا پتہ

مکتبۂ پاکستان — چوک انارکلی — لاہور

مکتبۂ پاکستان کی پہلی پیشکش!

دُنیا کا ایک عظیم ناول

”اور ڈان بہتا رہا“

حال ہی میں مائیکل شولوخوف کو ”اور ڈان بہتا رہا“ کی تصنیف پر دنیائے ادب کا سب سے بڑا انعام نوبل پرائز پیش کیا گیا ہے۔ یہ کتاب دنیا کے چند سب سے زور دار اور بے باک ناولوں میں شمار ہوتی ہے اس میں ایک ایسے معاشرے کی تصویر کشی کی گئی ہے جو مر بھی رہا تھا اور حیاتِ نو بھی پا رہا تھا۔ شولوخوف نے جس چابکدستی سے انقلاب کی فضا اور اس میں سانس لینے والے کرداروں کو لفظوں میں ڈھالا گیا ہے وہ جدید روسی ادب کا سب سے بڑا کارنامہ ہے۔

شولوخوف کی فنکارانہ غیر جانبداری سے روس کی انقلابی حکومت ایک عرصہ ناراض رہی۔ لیکن بالآخر اُسے تسلیم کرنا پڑا کہ جن حقیقتوں کی چہرہ کشائی ”اور ڈان بہتا رہا“ میں کی گئی ہے اُن پر پردہ ڈالنا کسی حکومت کے بس کا روگ نہیں۔

قیمت: سولہ روپے۔

پتہ: مکتبۂ پاکستان • چوک انارکلی • لاہور

حضرت اویس قرنیؓ

مذہبی زندگی کے کمال کی مثالیں اولیائے کرام اور بزرگان دین ہی کے نفوسِ قدسیہ میں ملتی ہیں اور فضائلِ حیات کے واقعہ بننے اور قابلِ عمل ہونے کا دعویٰ انہی اکابر کو دیکھ کر باور آتا ہے۔

شخصیت کے نشوونما میں جتنا دخل شخصیات کے اثر و نفوذ کو ہے اور کسی چیز کو نہیں۔

افکار و خیالات، عقائد اور احکام، سیرت کو اتنا متاثر نہیں کر سکتے جتنا اعلیٰ فضائل اور عمدہ سیرت کی حامل شخصیت متاثر کرتی ہے۔

اولیائے کرام کے حالات کا مطالعہ بھی پسندیدہ سیرت پیدا کرنے میں مؤثر ہے اور اس مقصد کو سامنے رکھتے ہوئے اس کتاب میں حضرت اویس قرنیؒ کی شخصیت کو پیش کیا گیا ہے۔

(ڈاکٹر برہان احمد فاروقی)

قیمت:۔ دو روپے

:- ملنے کا پتہ :-

مکتبہ پاکستان چوک انار کلی : لاہور

قائدِ عوام

• صدرِ پاکستان، چیئرمین پاکستان پیپلز پارٹی

جناب ذوالفقار علی بھٹو کے حالات اور سوانح

• تصنیف :- یونس ادیب

• قیمت :- دس روپے (اندازاً)

پاکستان کے نامور فرزند، فخرِ ایشیا، جناب ذوالفقار علی بھٹو کے حالاتِ زندگی اور دورِ آمریت میں ان کی عظیم جدوجہد، اس کتاب کو مکتبۂ پاکستان بڑی آب و تاب سے شائع کر رہا ہے۔

——— (زیرِ طبع)

:- ملنے کا پتہ :-

مکتبۂ پاکستان۔ چوک انارکلی —— لاہور

عظیم طبیب و فلسفی

ابنِ رُشد

سید بشیر احمد سعدی

حیاتِ ملی کے لئے تاریخ آبِ حیات کا حکم رکھتی ہے اس لئے وہ لوگ خاص کر اہلِ مغرب جنہیں اپنی قوم کو ہمیشہ زندہ رکھنے کی آرزو ہے اپنے مشاہیر کے حالات لکھ کر اپنی مُردہ تاریخ میں جان ڈال رہے ہیں کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ جس قوم کے پاس اس کی اپنی تاریخ موجود ہے اگر وہ مُردہ بھی ہے تو اسے مُردہ نہیں کہا جا سکتا۔

نئی نسل میں اسلام کی تاریخ سے عام دلچسپی اور اس ضرورت کا احساس پیدا کرنے کے لئے ہم نے مختصر طور سے مشاہیر اسلام کے حالات و خیالات کی اشاعت کا اہتمام کیا ہے۔ دنیائے اسلام کا نامور طبیب اور عظیم فلسفی ابنِ رُشد اس سلسلے کی پہلی کڑی ہے جس کی عظمت کا دنیا کی تمام زندہ قوموں نے اعتراف کیا ہے۔

(زیرِ طبع)

مکتبۂ پاکستان
چوک انار کلی لاہور